تکریم انسانیت اور عدم تشدد کے لئے خیر خواہی اور محبت
(قرآن اور سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں)

آسیہ رشید*

یہ حقیقت ہے کہ تاریخ عالم میں اگر کوئی ایسی ہستی تلاش کی جائے جس کی پوری زندگی معاشرہ کے ہر فرد کے لئے مشعل راہ ہو، جو عدل و مساوات، امن و سلامتی اور محبت والفت کا پیکر ہو اور جس کی حیات طیبہ کو ہر شعبۂ زندگی کے لئے بطور رہنما پیش کیا جائے تو ہزارہا برس کی طویل انسانی تاریخ میں صرف ایک ہی ہستی ملے گی جسے دنیا، ہادی عالم محسن انسانیت رحمۃ للعالمین کی حیثیت سے جانتی ہے، جس کی نظیر نہ تو اس سے پہلے کوئی عالم وجود میں آئی اور نہ آئندہ یہ اوصاف حمیدہ کسی انسانی وجود کو نصیب ہو سکیں گے۔ سرور کائنات رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ پوری انسانیت کے لئے مکمل اسوۂ حسنہ، واضح نمونۂ عمل اور پرفیکٹ آئیڈیل ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۱

"رسول اللہ کی زندگی تمہارے لئے بہترین اسوہ ہے"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ معاشرہ کے کسی مخصوص فرد، یا مخصوص گروہ یا قوم کے لئے محدود نہیں بلکہ یہ گراں مایہ تحفہ پوری انسانیت کے لئے عطا کیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ ہر ایک خوبی سے آراستہ، جملہ اخلاق فاضلہ سے متصف، سکینہ ان کا لباس، نکوئی ان کا شعار، تقویٰ ان کا ضمیر، حکمت ان کا کلام اور عدل ان کی سیرت ہے۔ ان کی شریعت سراپا راستی، ان کی ملت اسلام اور ہدایت ان کی رہنما ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاریخِ عالم کی وہ ہستی ہیں جنھوں نے سسکتے اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو شرفِ انسانیت بخشا اور انھیں جنگ و جدل، جہالت وعدوان اور فساد انگیزی سے نکال کر اکرام اور عدم تشدد کا تصور دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت شاہد ہے کہ آپ نے سماج کی ہر سطح پر انسانوں کو امن و محبت اور خیر خواہی کی تعلیم دی ہے، حتیٰ کہ ایک موقع آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر خواہی کو ہی دین قرار دیا ہے۔ ۲

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، نمل یونیورسٹی، لاہور کیمپس، ایسوسی ایٹ ڈائریکٹر CIR، کراچی

اول: تکریم انسانیت، خیر خواہی اور عدم تشدد کا مفہوم و معنی

دنیا کے ہر معاشرے میں تکریم انسانیت کا تصور پایا جاتا ہے اور کسی بھی معاشرے یا قوم کی بقا تکریم اانسان ہی کی بدولت ممکن ہوتی ہے۔ انسانی جان کی تکریم اور اس کے مال جان کی حفاظت ہر قوم و ملک کی ذمہ داری ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے بھی اسے دین اسلام میں لازمی قرار دیا ہے۔ اس سے قبل کہ ہم تکریم انسانیت کے مفہوم پر بحث کریں، ضروری ہے کہ پہلے تکریم کے لغوی معنی تفصیل سے جان لیے جائیں تاکہ اس سماجی قدر کا تصور پوری طرح واضح ہو سکے۔

تکریم احترام کے مترادف کے طور پر مستعمل ہوتا ہے تکریم کے معنی ہیں بزرگی دینا، عزت دینا یا تعظیم کرنا۔ ۳

عربی گرامر کی رو سے لفظ تکریم ثلاثی مزید فیہ کے باب تفعیل سے آتا ہے۔

اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تکریم کے معنی کسی کے ساتھ اچھا رویہ اختیار کرنا، اسے نفع پہنچانا اور اسے عزت دینا ہے۔ امام راغب اصفہانی اکرام و تکریم کے یہی معنی لکھتے ہیں:

والاکرام والتکریم:أن یوصل الی الانسان اکرام ،ای:نفع لا یلحقه فیه غصاصة،او ان یجعل ما یوصل الیه شیئا کریماً،ای شریفاً ۴

کسی کو اس طرح نفع پہنچانا کہ اس میں اس کی کسی طرح کی سبکی اور خفت نہ ہو یا جو نفع پہنچایا جائے وہ نہایت باشرف اور اعلیٰ ہو یعنی تکریم کے معنی عزت بزرگی اور شرف کے ہیں۔

خیر خواہی

خیر خواہی بھلائی یا بہتری کو کہتے ہیں۔ اردو لغت میں لکھا ہے کہ: بہتری بھلائی چاہنا، خیر اندیشی۔ ۵

انگریزی ڈکشنری میں اس لفظ کی وضاحت کچھ یوں بیان کی گئی ہے

١. Disposition to do good.
٢- an act of kindness.
٣. doing good or giving aid to others.٦

الفاظ کے معنی اور تعریف واضح طور پر انسان کا انسان کے ساتھ اچھا کرنا، اس کے اندر رحمدلی خیر خواہی اور احساس جذبے کو بیان کر رہی ہے۔ مزید انگریزی ڈکشنری میں وضاحت کچھ یوں ملتی ہے جو اس کی z تائید کرتی ہے

Desire to do good to others; goodwill; charitableness.۷

Altruism, kindness, kindheartedness, humanity, good will ۸

The definition of benevolence is a kind act or gift or the doing of kind things for others.۹

اس کا معنی ہوا دوسروں کی خیر خواہی کرنا، ان سے لطف و کرم کا معاملہ فرمانا

تشدد اور عدم تشدد

تشدد کیا ہے ؟ تشدد ش-د-د سے ہے۔ عربی زبان سے اسم مشتق ہے اس کے معنی میں مترادف کے طور پر "سختی، زیادتی، جبر شدت ظلم، تعصب اور تقید" مستعمل ہیں۔ ۱۰

Actions or words that are intended to hurt people: ۱۱

تشدد کے متبادل جو اصطلاح استعمال ہوتی ہے وہ ہے **عدم تشدد** یعنی جبر اور ظلم کا معاملہ نہ کرنا محبت اور آرام سے پیش آنا۔

اور عدم تشدد کے لئے کیمرج ڈکشنری میں یہ تعریف درج ہے۔

A situation in which someone avoids fighting or using physical force, especially when trying to make political change Abstention from violence as a matter of principle..۱۲

تکریم انسانیت، قرآن اور سیرت طیبہ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو لطف و کرم سے نواز کر بھیجا ہے کہ وہ اس کے بندوں سے خیر خواہی کرے خود پر بھی ظلم نہ کرے۔ اگر وہ اس کے برعکس کرتا ہے تو فساد برپا ہوتا ہے جو وحشی یعنی جانوروں کی سرشت و صفت ہے جو انسان جیسی عقل و شعور نہیں رکھتے۔ اللہ نے انسان کو جو عزت و شرف عطا کر کے بھیجا اس کا ذکر قرآن کریم میں واضح طور ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۱۳ "بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا"

شکل و صورت کے اعتبار سے کائنات کی کوئی شے بھی انسان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جسم انسانی کا اعتدال اور اس میں اعضاء کی تقویم جس حسن خوبی کے ساتھ کی گئی وہ اس کے مصور اور صانع کی عظمت و کمال کی بے مثال دلیل ہے۔ رہی اس کے اعزاز و اکرام کی بات تو قرآن حکیم نے صراحتاً ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ ۱۴ "اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت عطا کی"

بحیثیت انسان ہر شخص کی تکریم لازمی ہے اور وہ قابل احترام ہے ۔ سماج کے ہر فرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے وقار کی حفاظت کریں اور اس کی اس حیثیت کو نقصان نہ پہنچائے۔ اسلام کے تصور تکریم میں محض عزت دینا نہیں بلکہ دوسروں کی جان و مال کی حرمت تسلیم کرنا، حتیٰ کہ بے روح انسانی میت کا بھی احترام کرنا اس مفہوم میں شامل ہے۔ اس اکرام کی بنیادی وجہ وہ تنفیخ روح بھی ہے جو تخلیق انسانی کے وقت اللہ تعالیٰ نے انسان میں پھونکی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي ۱۵

اس آیت کی روشنی میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی روح انسان میں پھونکی، اس روح کے بارے میں خود قرآن مجید کے مطابق واضح ہے کہ اس کی حقیقت ہم نہیں جانتے۔ ۱۶ لیکن یہ بالکل بدیہی بات ہے کہ یہی نفخِ روح انسان کو حیوان ناطق کے درجے سے اٹھا کر شرفِ انسانیت بخشتا ہے اور انسان کی تکریم کو یہ تصور لازم قرار دیتا ہے۔

دوم: عدم برداشت کے اسباب و محرکات

ہمارے معاشرے میں عدم برداشت کا رویہ بہت بڑھ گیا ہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے س۔ عدم برداشت کے بڑھتے ہوئے اس رویے اور رجحان کا ہماری قوم اور دنیا کی دگر اقوام اور معاشروں میں شدت نظر آ رہی ہے اور اس وقت جس نہج پر رواں دواں ہے وہ انتہائی خطرناک ہے اور اس پر مزید ظلم یہ ہے کہ ہمارے قائدین نے لوگوں کی تربیت اس نہج پر کی نہیں کی جو ایک معاشرے کے استحکام ترقی کے فروغ اور سب سے بڑھ کر امن عامہ کے لئے مفید ہو۔ لہٰذا عدم برداشت اس رجحان کو تقویت ملی۔ عدم برداشت کے اس رجحان نے ٹارگٹ کلنگ بھتہ خوری لوٹ مار کے رواج کو فروغ دیا، اور نتیجتاً شدت پسندی جرائم کی شرح غربت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عدالتوں میں انصاف بکتا ہے تو معاشرہ اسی روش کی طرف

بڑھے گاہر کوئی اپنا بدلہ فوری ہی لینا چاہتا ہے۔ برداشت اور تحمل ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ عدم برداشت بے چینی تعصب ہٹ دھرمی نفرت اور شدت پسندی کو جنم دیتی ہے اس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

عدم برداشت کے رحجان کی وجوہات

عدم برداشت کی عمومی طور پر دیکھی جانے والی وجوہات درج ذیل ہیں۔

۱۔ معاشرتی، مذہبی، سیاسی عدم برداشت ۲۔ علم کی کمی اور کم فہمی

۳۔ ہمیشہ ہی خود کو ٹھیک / درست سمجھنا ۴۔ معاشرتی ناانصافی اور زیادتی

۵۔ تشدد اور استحصال (جسمانی ذہنی سماجی سیاسی) ۶۔ بدگمانی اور بدزبانی

عمومی طور پر برداشت کو آسانی کی خاطر اسے چار کیٹیگریز میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ خاندان ۲۔ معاشرہ ۳۔ تعلیمی ادارے ۴۔ حکومت

خاندان

خاندان کی اہم اکائی زوجین ہیں اگر خاندان یا خاندانوں میں آپسی رنجشیں، باہمی چپقلش یا جھگڑوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہو تو اس کا سبب تلاش کرنے کے ساتھ اس پر قابو پانے کو اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے اس میں سب سے پہلے خاندان کے سربراہ یا بڑے افراد کے رویے انداز طور طریقے رہن سہن میں جارحانہ رویہ کس وجہ سے آیا یا آرہا، دیکھا جاتا ہے تاکہ مسئلہ حل کیا جا سکے۔ خاندان میں میاں بیوی جو بعد میں والدین بنتے ہیں اور اپنی اولاد کی تربیت کا اہم ذریعہ ہیں جو معاشرہ کا، رکن بن کر معمار قوم و مذہب بنتے ہیں نہ بنیں تو صرف تشویش کی بات ہی نہیں بلکہ خطرے کا الارم ہے کہ معاشرہ کے بگاڑ کی بنیاد خاندان سے ہی ہوتی ہے تشدد پسندانہ رویے بچے گھر کے ماحول کو دیکھ کر اختیار کرتے بدلہ انتقام کی روش بھی یہی سے ابتدا ہوتی ہے۔ تربیت میں ذراسی کمی کوتاہی بچے کی پوری زندگی جہاں خراب کرتی وہی معاشرہ اس کا خمیازہ والدین کے ساتھ بھی بھگتتا ہے۔ اولاد میں تشدد یا ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں ظلم کی اس روش کی وجہ بے انصافی، خود غرضی، غیر منصفانہ انداز لاپرواہی بچوں سے سختی ڈانٹ ڈپٹ کی انتہا ایک ایسے کنوئیں میں دھکیلتی ہے جس سے کوئی مشکل سے نکل پاتا ہے۔

خاندانوں میں میاں بیوی کا باہمی تعلق کی ناہمواری جھگڑے، عدم تعاون، مار پیٹ، بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ، جائز ضروریات زندگی سے صرف نظر اور بے توجہگی بچوں کی شخصیت میں منفی رد عمل پیدا کرتا ہے اور ان کے اندر کی انسانیت کو مسخ کرنے کا باعث بنتا ہے۔

انسان قرآن کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہے جسے اس نے شعور اور عقل کی نعمت کے ساتھ بھیجا اسے اپنا نائب مقرر کیا تاکہ دنیا میں فساد برپا کرنے کی بجائے بدامنی کا خاتمہ کرے نیز اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بنے۔ لیکن افسوس کہ آج ہمارے معاشرے اور عالمی دنیا میں اس کا فقدان پایا جاتا ہے۔ جارحانہ رویہ کی مختلف شکلیں ہیں مثلاً زوجین میں تشدد ہمارا موضوع کی بنیاد گھر اور خاندان کا ادارہ ہے ہے جہاں انسانیت کی تکریم کی دھجیاں سب سے پہلے اڑ سکتی ہیں اور اڑتی رہی ہیں جو معاشرہ اور دیگر آگے بیان کردہ اقسام ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس منفی رد عمل تشدد پسندی کی بجائے محبت اُنسیت خیر خواہی کو رواج دیا جائے اس کے لئے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہمارے سامنے موجود ہیں۔ طائف کا واقعہ ہو یا شعب ابی طالب میں نبی صبر دیکھئے تحمل سے آپ نے برداشت کیا اور اس کا بدلہ یا کینہ دل میں نہ رکھا لیکن پیارے نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ہر گوشہ ہی معمور نور ہے۔ مایوس دلوں کو کرنوں کی جھلک ملتی ہے۔

معاشرہ

معاشرے میں حق نہ ملنا ظلم زیادتی، تضحیک، حقارت رنگ مذہب جنس کی بنیاد پر امتیاز روا رکھنا، انسان کو متشدد اور انتہا پسند بناتے ہیں جہاں عدل و انصاف کی کمی ہو گی وہ معاشرے پروان چڑھنے کی بجائے احساس کمتری کا شکار ہو کر جرائم کی طرف مائل ہوتے جن معاشروں میں بے حیائی کا رحجان فروغ پائے گا وہاں بھی اس سے روکنے پر بچے متشدد بنیں گے۔ ہر معاشرہ کے افراد کسی مذہب کے پیروکار یا مختلف مذاہب کے پیروکار ہوتے ہیں معاشرتی بدامنی کا مسئلہ تب ہوتا ہے جب عدم رواداری اور مذہبی عدم برداشت پنپنے لگے مسلکی اختلافات ہوں یا ادیان کی بنیاد پر فسادات قرآن اور تعلیمات نبوی کے خلاف ہیں۔ معاشرہ جنگ فساد انتشار میں مبتلا ہے جیسے زمانہ جاہلیت میں تھا۔

مدنی معاشرہ بہترین معاشرہ تھا جس نے بدامنی آگ کے کنارے پر کھڑوں کو یکجا کیا تھا۔ڈاکٹر عمر فروخ لکھتے ہیں کہ:

نبی کریم ﷺ کا اسوہ اپناتے ہوئے مفاہمت کی طرف انتشار سے بچنے کو آنا ہے اختلاف اور انتشار کی زندگی کو بقاء و قیام نہیں ہو سکتا، وہ بلا کی ایک آگ ہے، جس کے دہکتے ہوئے شعلوں کے اوپر کبھی قومی زندگی نشوونما نہیں پا سکتی۔۱۷

اُسوہ حسنہ بیان کرتے ہوئے ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں کہ:

مظلومی میں صبر، مقابلہ میں عزم، معاملہ میں راست بازی اور طاقت اختیاری میں درگزر، برداشت رواداری، تاریخ انسانیت کے وہ نور ہیں جو کسی ایک زندگی میں اس طرح جمع نہیں ہو سکتے۔۱۸

جارحیت اور تشدد پسندی

معاشرہ میں تشدد کی اقسام درج ذیل ہیں

زوجین کا تشدد / ازدواجی تشدد

میاں بیوی آپس میں باہم لڑائی فساد سے یا ان کو مار پیٹ کر ٹارچر کرتے وقت نہیں دیتے تعلیم اور خوراک آرام کا خیال نہیں رکھتے اس کے بچے پر سخت برے اثرات پڑتے ہیں

اساتذہ کا تشدد

مار پیٹ کے ذریعے زبردستی سبق یاد کروانا یا اپنا ڈیپریشن محرومیاں بچوں پر مار کر یا کسی بھی طرح تکلیف دے کر نکالنا

بچوں کا استحصال (جنسی جسمانی وغیرہ)

آج کل یہ قسم عروج پر ہے ماں باپ کی بے توجہی یا جہالت کے سبب غصہ میں بگڑے بچے باقی بچوں بڑوں کو خراب کرتے ان کی ویڈیو بنا کر ٹارچر کر ان مالی جسمانی دونوں طرز نقصان پہنچانا جس سے پوری زندگی بہت مشکل نکل پاتے۔ منشیات چرس افیوم کی عادات ڈال کر فرقہ واریت بیمار قوم بنا دینا ذہنی تشدد کرنا اور اذیت سے دوچار کرنا ہے۔

ذہنی تشدد (الفاظ سے تشدد، رویوں سے تشدد)

الفاظ اور گفتگو سے بار بار تکلیف دینا، اپنے رویے سے دوسرے وک اتنا مایوس کر ان کہ بچہ خودکسی کی راہ پر بھی چلا جاتا ہے۔ اقوام کے نوجوانان کو تشدد پر اکسا کر انتہاپسندی، تشدد پسندی کے ذریعے ممالک کے درمیان سرد یا گرم جنگ اقوام اور ممالک کے درمیان حق باطل کی جنگ سمجھ کر اپنے نوجوان اس میں جھونک دینا اور نئی سنل کی آبیاری کی بجائے تشدد کا راستہ اپنانے کی تلقین کرنا وغیرہ اس ضمن میں آتا ہے

گھریلو تشدد

ڈارمہ مووی کارٹون ڈاکومینٹریز یا ایسا کام وج بچے کی طاقت یا ذہن پر برا اثر ڈالے میڈیا اور گھر دونوں طرف سے تشدد کی کی ایک قسم یا ایسا کام جو جبرا کروایا جائے اس کی برین واشنگ کی جائے جس سے بچہ میں بگاڑ آئے آٹو میٹیکلی معاشرہ بگڑے گا وہی مار دھاڑ، ہارر موویز یا گندے کارٹون نازیبا حرکات دیکھ کر بچے کے بگاڑ کا باعث ہے یہ بھی معاشرہ کا اپنے فرد پر تشدد ہے۔

تعلیمی ادارے اور مختلف کتب میں موجود نصاب / سوشل میڈیا

ہمارے معاشرے میں مذہبی منافرت، انسان کو متشدد بنانے اور اس کا دوسروں کو عزت نہ دینے کا رحجان پر انٹرنیٹ کتب تعلیمی اداروں کے کچھ تنگ نظر یا انتہائی لبرلز افراد بھی کثیر موجود ہیں جو مذہبی تعصب اور منافرت کا سبب ہیں۔ جو اذہان اور زبان سوچ کو خراب کرنے کا باعث ہیں جب کہ ادارے شخصیت کی تعمیر کرتے اسے مہذب انسان بناتے اور سنوارتے ہیں۔ شخصیت کی تعمیر میں والدین اساتذہ کا اہم کردار ہوتا ہے جب نفرت سکھائیں یا، یاد کروائیں گے تو چاہے منجھا ہوا قابل انسان وہ وہ بھی بہک سکتا ہے تو طلبہ اور بچے تو بہکیں گے ہی اس سے معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار وہ جاتا اس میں بگاڑ پیدا ہوتا انتشار سے خیر خواہی کا رویہ جنم نہیں لیتا اسلام انسانیت کو یہی خیر خواہی محبت اور تکریم انسانیت کا جو درس دیتا ارو جو مطلوب مومن ہے پر امن معاشرے کی بنیاد ہے وہ صرف ہمیں سیرت نبوی ﷺ سے ہی ملتا ہے جو عدم تشدد سکھاتا اور محبت اور تکریم سکھاتا ہے۔

بعض حکومتی اہلکار اور سیاستدان

جدید دور ہو یا قدیم حکومت یا کبھی سیاست دان وغیرہ کی پشت پناہی یا ظلم سے بسا اوقات لوگ تشدد پسندانہ ذہنیت کی طرف مائل ہو جاتے۔ حکمرانوں کے غلط فیصلے اور ظلم قابل نفرت عمل کا باعث بنتا ہے۔

اس کے علاوہ دہشت گرد کاروائیوں کے پروان چڑھنے میں مدارس کے کچھ علماء بھی شامل رہے، گو اس سے انکار نہیں کہ مدارس جہاں طلبہ کی تربیت کرتے بلکہ غریب طلبہ مفت تعلیم رہائش بھی فراہم کرتے وہی فرقہ واریت کے پروان میں بھی چند مدارس کی طرف سے خیال نہ کیا جانا یا ایسا نصاب مرتب کر کے پڑھایا جانا جو فساد کا باعث بنتا ہو، معاشرے خاندان ملک قوم کے لئے زہر قاتل اور ناسور ہے یہ نفرت دشمنی صرف پاکستان یا مسلم ممالک میں ہی موجود نہیں بلکہ یورپ امریکہ میں بھی موجود ہے مثلاً فرانس کا حجاب پر پابندی عائد کرنا تضحیک کو برقعہ پہن کر پارلیمینٹ میں آنا، چارلی ہیبڈو کا، کارٹون شائع کرنا وغیرہ۔

ایک اور رویہ جو سماج میں بہت عام ہے وہ جرم کا جواز تلاشنے کا ہے کہ اس کا یہ محرک ہو سکتا ہے، وہ وجہ ہو سکتی ہے، کیا اسے بے حسی کہا جائے یا ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنے کا طریقہ کہ غلط بات کو غلط تک نہ کہا جائے۔ اگر، مگر، چونکہ، چنانچہ کرنے والے لوگ غلط بات کو غلط کہتے ہوئے ایسی ہچکچاہٹ کا شکار ہوتے ہیں کہ اگر صاف لفظوں میں مذمت کی تو کوئی قہر ٹوٹ پڑے گا۔ ظلم کے پیچھے محرک ڈھونڈنا کہ اس وجہ سے ایسا ہوا ہو گا یہ وجہ ہو گی وہ وجہ ہو گی۔ معذرت کے ساتھ ظلم کا ساتھ دینے کے مترادف ہے۔ عرض یہ کرنا ہے کہ جس معاشرے کے معمار عدم برداشت کے اس مقام پہ کھڑے ہیں کہ اپنی کسی بات کے انکار کو برداشت نہیں کر سکتے وہ معاشرہ انتہا پسندی کے کس مقام پر پہنچے گا۔ جب تک برابری کی سطح پر تمام مذاہب مسالک افراد کو تکریم نہیں ملے گی تب تک ہم عدم برداشت کے رویے سے نجات حاصل نہیں کر سکتے۔

جدید معاشرتی مسائل

آج ہمارے معاشرے میں نہ بچے محفوظ نہ جوان نہ بوڑھے نہ معذور نہ محنت کش نہ اساتذہ نہ طلبہ نہ راہ گیر نہ خواتین۔ اس سارے مسئلے کی اصل جڑ بیروزگاری، عدل اور مساوات کا نہ ہونا اسوہ نبوی پر عمل پیرا نہ ہونا ہے جو آدمی کو انسان بناتی اور اس کی شخصیت کی تعمیر اور تزکیہ کرتی ہے۔ اسلامی تاریخ کے اوراق پلٹیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور ملاحظہ کریں جہاں ہمیں ایک عورت بھرے مجمع میں خلیفہ وقت سے سوال کر سکتی ہے جب مہر مقرر کی تجویز دی جاتی ہے آکر اس خاتون کی دلیل جسے بھرا مجمع سنتا ہے پر ہی عمل ہوتا ہے کہ قرآن نے مقرر نہیں کیا تو کوئی بھی نہیں کر سکتا یہ تربیت نبوی ہی تھی محمد ﷺ کی پیروی اور اتباع میں خلفاء نے کہیں بے جا سختی نہ کی ۔سنسان علاقہ سے خواتین گزر جاتی کوئی لوٹتا نہ عزت دری یا شیطانیت، جنسی تشدد کے واقعات کا ذکر کسی اسلام دشمن تاریخ دان نے بھی نہیں کیا۔جب کہ آج ہمارے پاکستانی معاشرے میں خاندان سے لے کر معاشرہ میں بڑھتا تشدد کا رحجان انتہائی تکلیف کا باعث ہونے کے ساتھ ہمارے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے اس سے نمٹنا کیسے ہے معاشرہ کا بگاڑ معیشت سیاست اور اب تو مذہب کی گہرائی تک سرایت کر گیا ہے آج مذہبی جنونیت اور انتہاپسندی شدت کی شکل اختیار کر گئی ہے تعصب ہٹ دھرمی کو فروغ ملا اس کی وجہ دین سے دوری ہے ہم یہاں ترتیب سے ان محرکات پر روشنی ڈالیں کہ جو اس کا سبب ہیں تا کہ اس کے اسباب و محرکات کے حل پر توجہ دی جا سکے۔

سوم: تشدد کا حل قرآن اور سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں

(تکریم انسانیت کے لئے محبت و اُنسیت، احسان اور خیر خواہی کا رویہ)

اگر ہم ان تعلیمات عالیہ پر عمل کریں تو ہماری زندگیوں میں انقلاب آجائے۔سیرت طیبہ اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد سے ہم اپنے طبقاتی، لسانی، علاقائی، معاشی، قومی، معاشرتی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی مسائل حل کر سکتے ہیں۔اس نظام رحمت میں ہماری فلاح، سلامتی اور ترقی کی ضمانت پوشیدہ ہے۔ صفی الرحمن مبارکپوری رقم طراز ہیں کہ:

بردباری، قوت برداشت، باوجود قدرت کے درگزر اور مشکلات پر صبر ایسے اوصاف تھے جو خاصہ نبوت محمدی تھے نبی کریم ﷺ کی بلند کرداری کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ کی مخالفت میں دشمن کی ایذا رسانیاں جب حد سے بھی بڑھ گئی ،اس کے باوجود اتنا ہی آپ ﷺ کے صبر و حلم میں اضافہ ہوا آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جس سلوک کا مظاہرہ کیا اس کی مثال غیر مسلم اقوام بھی دیتی ہیں ۔۱۹

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں:

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں باہمی تعامل میں دیانت، عزت نفس، رواداری اور مدارات کا درس دیا۔ ۲۰

سید اسعد گیلانی لکھتے ہیں کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمنوں کو اخلاق کے اسلحہ سے فتح کیا۔ ۲۱

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہی آج کے مسائل کا واحد حل ہیں اسی کے ذریعے عدم برداشت کا خاتمہ کرسکتے اور تربیت اذہان اور افراد کرسکتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اسلحہ کے متعلق فرمایا:

مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا ۲۲

"جس نے ہم پر اسلحہ تانا وہ ہم میں سے نہیں"

اس کے باوجود دوسروں پر اسلحہ سے حملہ آور ہونا عدم برداشت کی ایک صورت ہے۔ دیگر احادیث مبارکہ میں بھی بردباری، تحمل، برداشت اور حلم کا درس دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سِبَابُ المُسْلِمِ فُسُوقٌ،وَقِتَالُهُ كُفْرٌ ۲۳

"مسلمان کو گالی دینا فسق اور قتل کرنا کفر ہے"

رسول کریم ﷺ کی اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مختلف گروہوں کا ایک دوسرے کو گالی دینا پھر مسلمانوں کا آپس میں قتل کفر قرار دیا گیا ہے۔ لہذا آپس میں جنگ و جدال اور مذہبی منافرت مسابقت ایک دوسرے کو نیچا دکھانا سب فسق میں شمار ہوتا ہے

آج ہمارے ہاں اپنے عقیدہ کے خلاف کسی کی بات برداشت نہیں ہوتی اور تشدد کا عنصر عام ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِاسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۲٤

دین میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔ سو، جو کوئی معبودان باطل (طاغوت) کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اس نے ایک ایسا مضبوط رسی (حلقہ) کو تھام لیا جس کے لئے ٹوٹنا (ممکن) نہیں، اور اللہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اس اصول کے تحت غیر مسلموں کو جہاں زبردستی مسلمان بنانے کی اجازت نہیں وہیں ریاست کے تمام شہریوں پر لازم ہے کہ وہ انسانی تکریم اور رواداری برداشت کے اصول کے تحت زبردستی کی بجائے دین

کی دعوت اپنے اخلاق کے ذریعے دیں۔ ہمارے سامنے نبی کریم ﷺ کی سیرت موجود ہے کہ آپ کی تعلیمات میں کہیں زبردستی اپنے عقائد دوسروں پر ٹھونسنے کا ذکر نہیں ملتا۔ اپنے مذہب یا عقائد کو جبراً ٹھونسنا ظلم وزیادتی کے ساتھ ساتھ تبلیغ دین کے خلاف ہے۔ یہ مذہبی آزادی دراصل تکریم انسانیت کے اصول پر ہی مبنی ہے کیونکہ اسلام انسان کے فکری وجود کو مکمل طور پر تسلیم کرتا ہے اور اس کی حریتِ فکر فراہم کرتا ہے۔ عزت و تکریم کا یہ اصول صرف مسلمانوں کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ غیر مسلموں کے لیے بھی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا ٢٥

جس نے کسی معاہد یعنی غیر مسلم شہری کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔

تکریم انسانیت کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوگی کہ آپ اپنے مخالفین یہود میں سے کسی کا انتقال ہونے پر اس کی میت کے لیے بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ، فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا بِهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُودِيٍّ، قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الجِنَازَةَ، فَقُومُوا» ٢٦

ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے۔ ہم نے عرض کی! یا رسول اللہ! یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ:

فَقَالاَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهِ جِنَازَةٌ فَقَامَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُودِيٍّ، فَقَالَ: «أَلَيْسَتْ نَفْسًا» ٢٧

عرض کیا گیا: یا نبی ﷺ! یہ جس میت کے لیے آپ نے قیام فرمایا ہے، یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا:

کیا یہ انسان نہیں؟

نبی کرم ﷺ کی تعلیمات محور تکریم اِنسانیت تھا۔ چونکہ اسلامی شریعت میں انسانیت پہلے اور مذہب کی تکریم بعد میں ہے یہ نکتہ بہت اہم ہے جس کی طرف آج معاشرے کی توجہ کم ہونے کے باعث معاشرہ انتشار، فساد اور شر انگیزی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کے قیام کا مقصد تکریم انسانیت

تھا چونکہ شریعت مصطفوی میں انسانیت پہلے اور مذہب کی تکریم بعد میں ہے تبھی نبی کریم ﷺ نے استفسار فرمایا کیا یہ انسان نہیں تھا؟ گویا نبی کریم ﷺ کے کہنے کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ انسانی جان کی تکریم پہلے ہے ۔لہٰذا، اہل اسلام کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم زندہ انسانوں کی تکریم کا نہ تو معاشرہ قائم کر سکے موجودہ صورتحال میں تو لاشوں کا مسخ کیا جانا مسلم علاقوں میں تشدد کی وجہ سے دیکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۲۸

نبی کریم ﷺ کی سیرت پڑھتے آپ ﷺ کے مزاج میں سختی کبھی دکھائی نہیں دی ایک موقع پر اصحاب رسول ﷺ نے عرض کی کہ کفار کے لئے بددعا کیجئے۔ سراپا رحمت نبی کسی کے لئے بددعا نہ فرماتے ایک موقع پر جب آپ کو بددعا کہا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً ۲۹ "میں لعنت کرنے والا نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"

آپ ﷺ کی نجی زندگی کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپ نے اپنے متعلقین اور اصحاب کے ساتھ لطف و کرم، محبت و مؤدت اور نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے مزاج میں سختی نام کو نہ تھی۔ یہاں تک کہ آپ اپنے دشمنوں پر شفقت و محبت سے پیش آتے۔ سیرت رسول میں بہت سے واقعات موجود ہیں۔

یہ واقعہ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ ایک جنگ سے واپس آئے اور ایک درخت کے سایہ میں قیلولہ فرمانے لگے کہ صحابہ کو نبی کریم ﷺ نے بلایا ہم آئے تو دیکھا کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہے آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا:

" إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا، فَقَالَ لِي: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللَّهُ، فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ " ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۰

کہ آپ ﷺ کی جب آنکھ کھلی تو دیکھا اعرابی تلوار کھینچے ہوئے سرہانے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے "من یمنعک منی" آپ کو ہم سے کون بچائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ اس کے بعد اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور حضور ﷺ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا: اب تو بتا کہ تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ پھر وہ کانپنے لگا اور لرزنے لگا پھر حضور ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور معاف فرما دیا اور اسے سزا نہیں دی۔

سیرت رسول ﷺ میں ایسے انمول واقعات بہت سے ہیں۔ اسلام آپ ﷺ کے اخلاق وعفو ودر گزر سے پھیلا ہے تلوار کے زور سے نہیں۔ آپ ﷺ کی نرم مزاجی عفوودر گزر کو قرآن کریم نے جابجا بیان کیا ہے اور اس وصف، خوبی(Quality) کو اللہ نے رحمت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ ۳۱

ترجمہ: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہو اور اگر تند مزاج، سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرمادو۔

میثاق مدینہ نبوی سیاسی بصیرت اور حسن تدبر کا مثالی شاہکار ہے جس کی وجہ سے انتہا پسندی طوائف الملوکی بدامنی تشدد لاقانونیت مذہبی لحاظ سے منتشر افراد ایک لڑی میں پرو یا جنگی جنون جو پھر آج عروج پر ہے جو جہالت کی پیداوار کو ایک امن پسند معاشرے کا نمونہ بنادیا۔ ۳۲

میثاق مدینہ کے بارے میں حسین ہیکل لکھتے ہیں:

"یہ وہ تحریری معاہدہ ہے جس کی بدولت نبی کریم ﷺ نے چودہ سو سال قبل باضابطہ انسانی معاشرہ قائم کر دیا جس سے شرکاء میں ہر فرد کو اپنے عقیدہ و مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہوا اور انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی۔"۳۳

فتح مکہ کے موقع کے وقت صحابہ نے فرمایا: آج بدلہ لینے کا دن ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين اذهبوا وانتم الطلقاء۔ ۳۴

آج کے دن میری طرف سے تم پر کوئی گرفت نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہوں کو معاف فرمائے وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جاؤ چلے جاؤ تم سب آزاد ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو ان سے مؤاخذہ کر سکتے تھے بدلہ لے سکتے تھے لیکن آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا۔ آپ کے اس معافی کا اثر یہ ہوا کہ کثیر تعداد میں لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو کر کلمہ توحید پڑھے۔ یہ تھا آپ کا اخلاقِ کریمانہ۔

مختصر یہ کہ آج ہم جتنا سیرت طیبہ کی کرنوں سے مستنیر اور مستفیض ہوں گے معاشرے کی ظلمتیں اتنی ہی کم ہوں گی تعصب جہالت سے لے کر ظلم و ستم تک جتنے مصائب و کمزوریاں ہیں ان سب کی

اصلاح صرف تعلیمات نبوی ہی سے ممکن ہے آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اس لئے آپ ﷺ کے مشن کی عملی تکمیل اور فکری توضیح امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے

تجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا ہزاروں کا سہی		اب جو تا حشر کا فردا ہے وہ تنہا تیرا ۳۵

سیرت رسول ﷺ اور محبت انسیت خیر خواہی

پیغمبر انسانیت دنیا کی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے جنگ و جدال کے گرم بازار سے اس وقت اقوام کو شیر و شکر کر دیا ان میں معاہدہ مواخات کروایا ان کے درمیان میثاق مدینہ کروایا اس معاہدوں کی مخاطب اقوام کا تعلق کسی ایک مذہب سے نہ تھا بلکہ وہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے تھے آپ نے سب کو تکریم بخشی۔ اللہ کے اصول ان کو سمجھا دیئے۔ خیر خواہی کے عنصر کا ذہن میں خیال آتے ہی وہ حدیث یاد آتی ہے جن میں محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ

«الدِّينُ النَّصِيحَةُ» قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: «لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ»۳۶

یعنی دین سراسر خیر خواہی ہے۔ہم نے کہ اکس کے لئے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کے لئے عام مسلمانوں کے لئے سب افراد کے لئے۔

حدیث نبوی میں ہمیں بتایا گیا کہ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرو محبت کا طریقہ ہے کہ خلوص سے اپنے بھائی کی مدد کرتے غیر مسلموں سے حسن سلوک دیکھئے کہ آپ نے کبھی بھی تشدد کا راستہ اپنایا ہی نہیں جنگ میدان کے لئے بھی اصول دیئے جس میں انسانی جان کے ساتھ اس کے جسم کی حرمت کو برقرار رکھا گیا۔

نتیجہ کلام

حاصل بحث یہ کہ، اس امر کو ضروری ثابت کرتا ہے کہ اسلام کے اس روشن پہلو کو اجاگر کروایا جائے کہ انسانیت کی عزت محبت اُنسیت لطف و کرم کے معاملہ کی اہمیت اور تصور کو سمجھنا چاہئے۔ حق اور باطل سکھانے کو بنا تشدد حکمت اور ناصحانہ محبت بھرا انداز دلوں میں نرمی پیدا کرتا، جھگڑے ختم کرتا جس سے تشدد کا راستہ بند ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبادات مثلاً روزہ، نماز، حج وغیرہ میں بھی تکالیف کو برداشت کرنے کا درس دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغی مشن میں عقل و حکمت، موعظہ حسنہ، مجادلہ احسن،

ذہنی انقلاب، قلبی تبدیلی، دلسوزی، عدم اکراہ اور نرم روی اور برداشت جیسے اصولوں کو سامنے رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اقلیتوں کا خیال رکھا۔ کئی نامور مستشرقین نے بھی اقلیتوں کے بارے میں نبوی پالیسی پسند کی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقلیتوں کے بارے میں رواداری اور برداشت کا رویہ سراہا ہے۔

ہماری نفسیات، جسم، روح، معاشرت، معاش سیاست، تعلقات کے لیے عدم برداشت کے رویے تباہی اور بربادی ہیں ان سے نکلنے کا واحد حل قرآن وسنت نبوی ہی ہے جب تک ہم نے اسوہ نبوی پر عمل نہ کیا تب تک یوں ذلیل وخوار ہوں گے اور اقوام مسلمانوں کو جگہ جگہ غیر مستحکم اور مسائل میں شکار کرتی رہیں گی اس کے لئے اخلاق نبوی کو دیکھنا ہو گا، کہ وہ کس کس صورتحال میں کیسے نمٹتے تھے؟ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگی میں بھی تبدیلی لائیں اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جائے اور وہ کھلے دل سے اسے تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگ لے اسلام تو میانہ روی اور رواداری کا درس دیتا ہے اور دوسرے مذاہب کا احترام کرنے کی تلقین کرتا ہے، حتیٰ کہ اگر کوئی زیادتی کرے تو معاف کر دینے کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ اعتدال پسندی اور رواداری دین اسلام کے سنہری اصول ہیں۔

آیئے ہم چند ایسی آیات ربانی کا مطالعہ کرتے ہیں، جو ہمیں تحمل وبرداشت کا درس دیتی ہیں۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۳۷

آپ درگزر فرمانا اختیار کیجئے اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کریں

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۳۸

اور آپ غصہ ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔

حلف الفضول، مواخات مدینہ، میثاق مدینہ، صلح حدیبیہ، فتح مکہ کون نہیں جانتا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کا عفوو درگزر کتنا اعلیٰ تھا۔ تمام تاریخی کتب میں ان واقعات کو آپ پائیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں کسی انسان کی بے عزتی نہیں بلکہ آپ نے ہر ایک کو انسان ہونے پر تکریم اور عزت بخشی چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔ اور اسی لئے خطبہ حجۃ الوداع میں باقاعدہ اعلان بھی کیا فتح مکہ میں اس سے پہلے باقاعدہ عملی مظاہرہ ہر مذہب کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی بنیاد انسان کی تعظیم ہے۔

اسلام نے ہمیشہ امن محبت کا درس دیا انسان انس سے ماخوذ اور جو محبت کی طرف فروغ کی طرف اشارہ ہے نہ کہ قتل اذیت یا بدلہ کی طرف۔انسان دوسرے انسانوں کے لئے وہی جذبات رکھے جو وہ دوسروں سے خود کے لئے چاہتاہے اس کے لئے دوسروں کے حقوق سمجھنااور دیناہوں گے ارشاد نبوی ہے:

لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ ۳۹

تم میں سے کوئی شخص مسلمان نہ ہو گا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے

انسانوں میں بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کے فائدہ مند ہو وہ جتنا فائدہ مند ہو گا اتنا بہتر ہے۔بدلہ لینا اسوہ نبوی نہیں ہے

سیرت طیبہ سے ہمیں محبت اُنسیت اوراتحاد کا درس ملتا ہے الطاف حسین حالی اس وقت کی صورتحال تبدیلی پر آپ ﷺ کے متعلق لکھتے ہیں۔:

مفاسد کا زیروزبر کرنے والا قبائل کا شیر وشکر کرنے والا ۴۰

قرآن میں اللہ نے بھی یہی درس دیا: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۴۱

تجاویز

تکریم انسانیت کی اہمیت،عدم برداشت ختم کرنے عدم تشدد محبت کے فروغ کے لئے درج ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔

- نصاب کو از سر نو مرتب کیا جائے مدارس کا نصاب ہو یا جامعات، کالجز اوراسکولز کا،سب میں مثبت تبدیلی کی ضرورت ہے اس میں ایسے مضامین میں اضافہ کی سفارش کی جاتی ہے کہ جن میں انسانیت کا احترام واہمیت انسانی جان اجاگر کی جائے ہر مذہب کا احترام،اقلیت ہو یا اکثریتی فرقہ ہو یا جماعت لازم ہے۔ مغرب کا مسلمانوں کے خلاف پروپگینڈا کا خاتمہ کو جدید اور نت نئے طریقے اختیار کئے جائیں اس کے لئے عدم برداشت عدم تشدد سے روشناس اور اس کی اہمیت اور خیر خواہی کے فروغ کے متعلق مضامین شامل کر کے اور فرقہ وارانہ نصاب ہٹا کر نصاب میں تبدیلی کی جائے۔
- اساتذہ کی بھی مذاہب میں برداشت پیدا کرنے تشدد پسندی کے رجحان خاتمہ پر ورکشاپس کروائی جائیں۔

- سیرت طیبہ کے درج ذیل پہلوؤں "عفو در گزر صبر اور عدم تشدد" پر ڈاکومینٹریز بنائی جائیں جو بچوں کے نصاب کا حصہ ہوں تا کہ یاد دہانی کے لئے بار بار دکھائی جا سکیں ممکن ہو تو ایسے ڈرامہ جو بچوں کی تربیت اور ان کے ذہن کو خراب ہونے سے روکنے میں معاون ہو سکے تو دکھانا چاہئے اسی طرح ڈرامائی انداز کا مصنوعی ماحول سمجھانے کو بھی دکھایا جائے تا کہ لوگوں میں اس کا شعور اجاگر ا ہو۔ مسلمان مفکرین کی ذمہ داری ہے اس کے لئے اچھے اخلاق کا مظاہرہ تربیت اور نصاب میں تبدیلی لازمی ہے سیرت طیبہ کے روشن پہلوؤں پر لیکچرز دینا بھی از حد ضروری فعل ہے۔
- عدم برداشت اور تشدد کے پس منظر میں اقتصادی عوامل بھی کار فرما ہوتے ہیں۔ مسلم اُمہ اپنی اقتصادی حالت بہتر بنائے۔ یہ محنت اور سائنسی ترقی ہی کی بدولت ممکن ہے۔ نیز سودی نظام کا بھی خاتمہ کرنا ہو گا۔
- رواداری کے لئے بھی صرف سیمنارز ہی نہ کروائے جائیں بلکہ با قاعدہ ان میں مشقیں کروائی جائے حوصلہ افزائی کے لئے جائز تحائف کا فروغ بھی محبت الفت میں معاون ثابت سکتا ہے۔
- خارجہ پالیسی کی بہتری اور امت مسلمہ اور دیگر مذاہب کے پیرو کاروں پر مظالم روکنے کے لئے علماء ماہرین مذاہب اور حکومتی ارکان اور بین الاقوامی ماہرین کی ٹیم مذہبی و مسلکی تعصب سے نکلنے کے لئے جہاں مظالم اور تشدد ہیں ان افراد سے مذاکرات اور نہ ماننے کی صورت میں آخری حل کی طرف رجوع کریں
- اتحاد بین المسلمین سے اور مشترکہ دفاع سے ہم امت مسلمہ کے خلاف زیادتیوں کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ عدم برداشت اور تکریم انسانیت کے بغیر معاشرہ تباہی کی طرف جارہا ہے اس مسئلہ کے فوری حل اور اقدامات کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[۱]۔ الاحزاب ۳۳:۱۲

[۲]۔ صحیح بخاری،كِتَابُ الإِيمَانِ،بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الدِّينُ النَّصِيحَةُ: لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ المُسْلِمِينَ وَ عَامَّتِهِمْ "،حدیث نمبر ۵۷۔ صحیح مسلم،كِتَابُ الْإِيمَانَ،بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ،حدیث نمبر:۲۵

[۳]۔ مولوی فیروز الدین، **فیروز اللغات**، ص:۳۷۹، فیروز سنز لاہور

[۴]۔ امام راغب اصفہانی، **مفردات القرآن**، ص:۷۰۷، دار القلم، بیروت لبنان،، ۱۴۳۰ھ، اردو ترجمہ کے لئے دیکھئے **مفردات القرآن**، مترجم شیخ محمد عبدہ، اسلامی اکادمی لاہور، ۲/ ۳۴۸

[۵]۔ مولوی فیروز الدین، **فیروز اللغات**، ص:۶۱۱، فیروز سنز لاہور۔ فرہنگ آصفیہ، ۲/ ۲۶۸

[٦] . https://www.merriam-webster.com/dictionary/benevolence
https://www.collinsdictionary.com/dictionary/english/benevolent

[٧] http://www.dictionary.com/browse/benevolence

[٨] http://www.thesaurus.com/browse/benevolence

[٩] Read more at
http://www.yourdictionary.com/benevolence#l٦r٥eFySHttITJoO.٩٩

[۱۰]۔ مولوی فیروز الدین، **فیروز اللغات**، ص:۳۶۹، فیروز سنز لاہور، سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ ، مطبع رفاہ عامہ لاہور، ۱/ ۶۲۸

http://urdulughat.info/words/٨٦٧٤%D٨%AA%D٨%B٤%D٨%AF%D٨%AF

[۱۱] - https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/violence

[۱۲] .Cambridge dictionary,

[۱۳]۔ التین ۹۴:۴

[۱۴]۔ بنی اسرائیل ۱۷:۷۰

[۱۵]۔ الحجر ۱۵:۲۹

[۱۶]۔ امین احسن اصلاحی، **تدبر قرآن**، ۳/ ۱۴۰

[۱۷]۔ عمر فروخ، **تاریخ الجاهلیہ**، بیروت، دار العلم، ۱۹۶۴، ۸۹

[۱۸]۔ ابو الکلام آزاد، **رسول رحمت** ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۴۳۹

[۱۹]۔ مبارک پوری، صفی الرحمن، **الرحیق المختوم** ، مکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور، ص ۶۷

[۲۰]۔ نصیر احمد ناصر، **پیغمبر اعظم و آخر**، فیروز سنز لاہور، ص ۶۳۹

[۲۱]۔ سید اسعد گیلانی، **رسول اکرم کی حکمت انقلاب**، ص ۷۹

[۲۲]۔ صحیح بخاری، كِتَابُ الدِّيَاتِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَمَنْ أَحْيَاهَا} [المائدة: ٣٢]، حدیث نمبر:۶۸۷۴۔ ص:۴/۹

[۲۳]۔ صحیح بخاری، كِتَابُ الإِيمَانِ، بَابُ خَوْفِ المُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لاَ يَشْعُرُ، حدیث نمبر:۴۸۔ ص ۱/ ۱۹

[24]۔البقرہ۲:۲۵۶

[25]۔ صحیح البخاری، كِتَابُ الجِزْيَةِ،بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ،حدیث نمبر:۳۱۶۶،ص:۴/۹۹

[26] صحیح بخاری،كِتَابُ الجَنَائِزِ ، بَابُ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ،حدیث نمبر:۱۳۱۱، ۲/۸۵

[27]۔ صحیح بخاری،كِتَابُ الجَنَائِزِ ،بَابُ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ،حدیث نمبر:۱۳۱۲، ۲/۸۵

[28]۔ لانبیاء۲۱:۱۰۷

[29]۔ صحیح مسلم، كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، بَابُ النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الدَّوَابِّ وَغَيْرِهَا۔ حدیث نمبر:۲۵۹۹

[30]۔ صحیح بخاری، كِتَابُ المَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ ،حدیث نمبر:۴۱۳۴، ۵/۱۱۴

[31]۔آل عمران۳:۱۵۹

[32]۔پیر کرم شاہ،الازہری،**ضیاء النبی**،ضیاء القرآن پبلشرز،لاہور،۳/۱۹۹۔نیز دیکھئے ابوالا لحسن علی ندوی،**رسول رحمت**، مجلس نشریات اسلام،۱۹۸۸،ص:۵۵

[33]۔محمد حسین ہیکل،**حیاۃ محمد**،ص:۲۲۷،مطبعۃالنھضیہ العصریہ،۱۹۴۷

[34]۔ دیکھئے ابن ہشام ،**سیرۃ النبویہ**، دار الکتاب العربی،بیروت،لبنان،ص:۲/۴۱۲،ابن قیم الجوزیہ ،**زاد المعاد فی ھدی خیر العباد**،،بیروت،مؤسسۃالرسالۃ،۱۹۹۸ ، ۳/۳۵۹

[35]۔احمد ندیم قاسمی، **انوارجمال**، سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۷،ص ۵۰

[36]۔۔ صحیح مسلم، كِتَابُ الْإِيمَانَ، بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ،حدیث نمبر:۵۵، ۱/۷۴

[37]۔۔الاعراف۷:۱۹۹

[38]۔آل عمران۳:۱۳۴

[39]۔ صحیح بخاری،کتاب الایمان،بَابٌ: مِنَ الإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ،حدیث نمبر:۱۳،ص:۱/۱۲

[40]۔الطاف حسین حالی،**مسدس حالی** , تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور، س ن

[41]۔آل عمران۳:۱۰۳